بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

45-اللہ تعالیٰ کے پیارے اسماء وصفات میں سے "صفة الْمَكْر والكَيد والْمِحَال" کا بیان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور آج کے درس میں اللہ تعالیٰ کے پیارے اسماء وصفات میں سے "صفة المكر والكيد والمحال" کا بیان۔

یہ تین صفات جو ہیں ملتی جلتی ہیں اور ان کا لفظی ترجمہ اس طریقے سے کرنا اللہ تعالیٰ کی صفات سے جوڑ کر درست نہیں ہے اِلَّا یہ کہ اس کی تفصیل بیان کی جائے کیونکہ اِن تینوں صفات کا تعلق یا جو معنی ہے وہ دھوکے سے جڑا ہوا ہے، اور جب ہم اللہ تعالیٰ کے صفات الکمال کی بات کرتے ہیں تو پھر جب ایسے مسائل سامنے آتے ہیں تو احتیاط کا دامن بہت ضروری ہے اور ان صفات کا حق ادا کرنا ہے اس کی مختصر تفسیر بیان کرکے۔

یہ تین صفات ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک ساتھ بیان کی ہیں اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ مصنف رحمہ اللہ نے ان تین متقارب (ملتی جلتی) صفات کا بیان کیا ہے اور اس کے ثبوت کے لیے چار آیات بیان کی ہیں۔

1-پہلی آیت "مِحَال" کے تعلق سے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ﴾ (الرعد:13): سورۃ الرعد آیت نمبر 13 کی آیت کا یہ حصہ ہے۔

﴿شَدِيْدُ الْمِحَالِ﴾: اس آیت میں شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کے دو معنی ہیں: (۱) پہلا معنی یہ ہے کہ "شديد الأخذ بالعقوبة" (کہ اللہ تعالیٰ بڑی سختی سے پکڑتا ہے اور سزا دیتا ہے (سخت سزا اور سخت پکڑ کو بھی محال کہتے ہیں))۔(۲) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "محال بمعنی الحيلة": حیلے سے کام لینا یا مکر سے کام لینا، اسے شدید المکر بھی کہا گیا ہے (یعنی حیلے

سے اس لفظ کو لیا گیا ہے)، اور اس معنی میں یا مکر یا حیلے کا جو معنی ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی مخالف یا دشمن کو خفیہ طریقے سے نقصان پہنچاتا ہے۔

حیلہ کسے کہتے ہیں؟ مکر کسے کہتے ہیں؟ جب کوئی شخص اپنے مخالف یا اپنے دشمن کو خفیہ طریقے سے نقصان پہنچتا ہے اسے حیلہ کہتے ہیں یا مکر بھی کہتے ہیں۔اور یہ معنی ظاہر ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے اس سیاق اور سباق میں یعنی مکر اور کید کے ساتھ محال کو بھی بیان کیا ہے تو یہی معنی انہوں نے لیا ہے۔

اور مکر کی تفسیر میں علماء کا یہ قول ہے کہ خفیہ اسباب یا خفیہ راستے اختیار کرنا اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے کے لیے (یعنی جن سے اس کو گمان بھی نہ ہو اس کو شعور بھی نہ ہو پتہ بھی نہ ہو ایسے خفیہ طریقے اور حربے استعمال کرنا)۔

اور مکر اور فریب جو ہے یا یہ جو صفات ہیں، یا یہ جو معنی ہے مکر کا یہ بعض اوقات قابل مذمت ہوتا ہے اور بعض اوقات قابل تعریف ہوتا ہے (مدح بھی ہوتا ہے مدح کے لیے بھی یا مذمت کے لیے بھی ہوتا ہے)، اگر مکر کرنے والے کے مقابلے میں ہو یعنی کوئی آپ سے مکر کرتا ہے آپ اُس سے مقابلے میں بھی وہی طریقہ اپناتے ہیں تو یہ قابل تعریف ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سے زیادہ طاقتور ہیں، اور اگر اس کے علاوہ ہو کوئی شخص خود ابتداءً یہ حربہ استعمال کرے یہ طریقہ استعمال کرے تو یہ قابل مذمت ہے کیونکہ یہ خیانت سمجھا جاتا ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے جب اپنی یہ صفت بیان کی ہے تو صرف مقابلے اور قید کے ساتھ بیان کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ (انہوں نے مکر کیا اور ہم نے بھی مکر کیا یہاں تک کہ اُن کو شعور تک نہ ہوا)۔یہ سورۃ النمل آیت نمبر 50 میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ﴾ (وہ مکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی مکر کرتا ہے)

إلى آخر الآية (الأنفال:30)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ مطلقاً اللہ تعالیٰ کے لیے یہ وصف درست نہیں ہے (اللہ تعالیٰ کا وصف مطلقاً اس صفت سے نہیں کیا جاتا) یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ مکر کرنے والا ہے، خبر کے اعتبار سے بھی نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی نام کے اعتبار سے۔یعنی کوئی خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکر کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ﴾۔

ہم کہتے ہیں غلط ہے آپ یہ خبر نہیں دے سکتے کیونکہ یہاں پر تقابل میں ہے وہ بھی جواب میں کہ وہ مکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی مکر کیا ہے اُن کے مکر کی وجہ سے وہی راستہ وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو اُن لوگوں نے اختیار کیا ہے۔

تو خبر نہیں دے سکتے کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ مکر کرتا ہے، خبر جائز نہیں ہے۔ کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے الماکر، تب بھی غلط ہے۔

نہ نام کے اعتبار سے اور نہ ہی خبر کے اعتبار سے جائز نہیں ہے، صفت جائز ہے بشرطیکہ مقابلے میں ہو یا جواب میں اس قید کے ساتھ جیسا کہ بیان ہو رہا ہے اس طریقے سے بیان کیا جائے۔

اور اسی طریقے سے "کید" یا "کائد": مکر اور کید: الکائد نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی نام جو ہے اللہ تعالیٰ کا اس طریقے سے بیان کیا جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (آل عمران: 54) تو یہ کمال کے لیے بیان کیا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ "أمکر الماکرین"۔

دیکھیں فرق ہے، ایک ہے سب سے بڑا مکر کرنے والا، ایک ہے ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ خیر الماکرین ہے)، دونوں میں فرق ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ اللہ تعالیٰ کے مکر میں خیر ہی ہوتا ہے ہمیشہ۔ دیکھیں مکر میں تو عام طور پر خیر نہیں ہے لیکن اگر کوئی مکر کرنے والا مکر کرے خفیہ طریقے سے آپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے آپ نے بھی وہی طریقہ اپنا کر اُسی کو نقصان پہنچا دیا تو یہ قابل تعریف ہے کہ آپ نے اس مکر کرنے والے کے مکر کو سمجھ لیا جان بھی لیا ہے اور اس کی سزا بھی دی ہے کیونکہ ابتداءً اُس نے مکر کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا مکر بھی اسی طریقے سے ہے (تفصیل آگے ان آیات کی مختصر تفسیر میں بیان ہو گا ان شاء اللہ) کہ کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکڑا ہے اُسی طریقے جیسا کہ وہ خود چاہتے تھے نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کے پیارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو محفوظ کر لیا ہے اور وہی حربہ جو انہوں نے استعمال کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے وہ اسی طریقے سے خفیہ طریقے سے اُن کو سزا دی ہے اور سخت پکڑا ہے۔

تو کیا یہ قابل مذمت ہے یا قابل تعریف ہے؟ قابل تعریف ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی صفات الکمال ہیں اور ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ یا "ماکر بالماکرین": تو اس طریقے سے درست ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ﴾۔

یہ پہلی آیت ہے: ﴿شَدِيْدُ الْمِحَالِ﴾: محال کے دو معنی شیخ صاحب نے بیان کیے ہیں: (۱) ایک سخت پکڑنا۔ (۲) اور دوسرا جو ہے حیلے کا معنی بھی اس میں موجود ہے۔

اور دونوں میں سے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے معنی بیان کیا ہے وہ یہ ہے جس میں مکر اور حیلے کا معنی موجود ہے۔

2- دوسری آیت مکر کے تعلق سے جو شیخ الاسلام (رحمہ اللہ) نے بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (آل عمران: 54)۔

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ﴾ (اور انہوں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی مکر کیا) ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ خیر الماکرین ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ آیت جو ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوئی جب یہودیوں نے مکر اور فریب سے کام لیا ہے انہیں قتل کرنے کے لیے، اور اللہ تعالیٰ کا مکر اُن سے زیادہ بڑا اور عظیم تھا۔

ہوا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمان پر اٹھالیا جب یہودی آئے قتل کرنے کے لیے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو، اور مکمل تیاری کر کے آئے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پہنچنے سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور جو قتل کرنے کے لیے سب سے پہلے اندر آیا اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شکل اس کے اوپر ڈال دی۔ تو یہودیوں نے کسے پکڑا؟ وہ جو قتل کرنے کے لیے آیا تھا۔ اُسے پکڑ کر لے گئے اور اسے سولی پر چڑھا دیا، اور (شیخ صاحب فرماتے ہیں) اس لیے یہودیوں نے اُس کا قتل کر دیا ہے اور اُن کا جو مکر و فریب تھا

(یہودیوں کا)اُن ہی پر واپس لوٹا ہے اور سب سے زیادہ اُس شخص پر جو سب سے آگے تھا،اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾۔

3- تیسری آیت میں جو مکر میں ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾(النمل:50)۔

اور یہ قومِ صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی ہے کہ شہر میں نو(9)لوگ تھے جو بہت بڑے طاقتور تھے اور فساد برپا کرنے والے تھے یعنی، تو اُن لوگوں نے قسمیں کھائی ہیں: ﴿تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ﴾(انہوں نے قسمیں کھائیں کہ رات کو ہم جائیں گے خفیہ طریقے سے کسی کو پتہ نہیں چلے گا اور سیدنا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے گھر والوں کو سب کو قتل کردیں گے) ﴿ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾(پھر ہم کہیں گے جو اُن کے ہیں سارے دوست احباب جو ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں کس نے قتل کیا ہے اور ہم سچے ہیں)(النمل:49)۔(معروف ہیں نا، قاتل فسادی وہ، تو ہم اس سے بَری ہیں ہم نے کچھ نہیں کیا ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہا جاتا ہے کہ وہ جب راستے میں جارہے تھے تو راستے میں ایک غار آئی تو انہوں نے کہا کہ غار میں ہم تھوڑی دیر انتظار کرلیتے ہیں تاکہ رات کا حصہ کچھ زیادہ گزر جائے اور لوگ سو جائیں اور ہم جاکر خفیہ طریقے سے سب کو قتل کردیں گے۔ جب وہ غار کے اندر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو غار میں ہی ہلاک کردیا، غار ہی بند ہو گئی غار ہی اُن کے اوپر گر گئی پوری اور وہ ہلاک ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سیدنا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کو اور اُن کے گھر والوں کو نجات عطا فرمائی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا﴾: انہوں نے مکر کیا اُن کا مکر کیا تھا؟ کہ رات کے اندھیرے میں جاکر خفیہ طریقے سے سیدنا صالح علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے تمام گھر والوں کو قتل کردیں گے (خفیہ طریقے سے کسی کو پتہ نہیں چلے گا)۔

اللہ تعالیٰ نے کیا مکر کیا تھا جواب میں مقابلے میں؟ جب وہ غار میں گئے پوری غار اُن کے اوپر گرادی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی کہ وہ ہیں کہاں! اُن کا پتہ نہیں چلا آج تک کہاں چلے گئے! (سبحان اللہ)۔

مکر جو ہے "مکراً" دونوں موضع میں دیکھیں نکرۃ ہے نکرۃ ہمیشہ تعظیم کے لیے ہوتا ہے۔ جو نکرۃ لفظ ہوتا ہے ناوہ نکر جو ہے "نکرۃ" وہ تعظیم اگر مقصود ہو۔ یعنی اُن کا مکر عظیم تھا کیوں تھا؟ خفیہ طریقے سے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کو قتل کرنا مکر عظیم ہے کہ نہیں؟

اللہ تعالیٰ کا مکر اُن سے بڑھ کر تھا کہ جو سب سے بڑا مکر کرنے والا ہے، آپ اس سے زیادہ طاقتور ہوتے تو آپ کا طریقہ اُن سے بڑھ کر ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔ تو مکر کا معاملہ سمجھ آگیا؟

اب کید کا دیکھیں، کید اور مکر کے معنی ملتے جلتے ہیں۔

4- چوتھی آیت شیخ صاحب فرماتے ہیں کید کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۝ وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا﴾ (بے شک وہ کید سے کام لیتے ہیں، اور میں بھی کید کرتا ہوں) (الطارق: 15-16)۔

کفار مکہ جو ہیں یہ آیت نازل ہوئی ہے جو مشرکین تھے مکہ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مختلف حربے استعمال کرتے تھے تکلیف پہنچانے کے لیے دعوت کو روکنے کے لیے، جھوٹ اور الزام تراشیاں کرتے رہے تاکہ لوگ متنفر ہو جائیں یہاں تک کہ مارا پیٹا بھی ہے اور ہر طریقہ اپنایا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کا۔

تو ﴿اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا﴾: یعنی اس کی کوئی نظیر نہیں تھی اُس زمانے میں، کوئی مثال نہیں تھی اُس زمانے میں کہ جس طریقے سے اُن لوگوں نے مختلف حربے طریقے اپنائے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کے لیے اور دعوت کو نقصان پہنچانے کے لیے۔

﴿وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُس کے جواب میں: "يعني: كيداً أعظم من كيدهم" اِن سے بڑھ کر۔ وہ کیسے؟ سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيُثۡبِتُوۡكَ اَوۡ يَقۡتُلُوۡكَ اَوۡ يُخۡرِجُوۡكَ﴾ إلى آخر الآية (الانفال: 30)۔

تین مختلف آراء تھی وہاں پر جو لوگ موجود تھے، ہوا کیا؟ کہ مشرکین مکہ جو ہیں وہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ایک میٹنگ کی اُس میٹنگ میں اصل جو ایجنڈا تھا اُس میٹنگ کا یہ تھا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کیسے چھٹکارا

حاصل کریں؟ تو ابلیس بھی ایک نجدی بزرگ کی شکل میں (ایک شخص کی شکل میں) وہاں پر آ گیا تو مختلف مشورے دیئے گئے، تین بڑی چیزوں پر اتفاق ہوا اُن میں سے آخر میں پھر ایک پر اتفاق ہوا، تین بڑے مشورے تھے: (۱) ایک تھا ﴿لِيُثْبِتُوْكَ﴾ یعنی قید کر لیں۔ (۲) دوسرا تھا ﴿يَقْتُلُوْكَ﴾ قتل کر دیں۔ (۳) ﴿يُخْرِجُوْكَ﴾ کہ تمہیں جلاوطن کر دیں (نکال دیں)۔

اور اُس شخص نے کہا کہ ان تینوں میں سے قتل والا جو ہے یہی ایک صحیح راستہ ہے تمہاری ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی۔

لیکن آپ کو پتہ ہے کہ عرب میں خاص طور پر جاہلیت میں بھی خون بہا لیا کرتے تھے جسے دیت کہتے ہیں (اگر کسی نے کسی کو قتل کیا اس کے بدلے میں قصاص ہوتا ہے قتل ہوتا ہے یا دیت ہوتی ہے)۔ تو قتل بدلہ قتل ہوتا ہے یا پھر خون بہا دیا جاتا ہے، اور وہاں پر اُس وقت قصاص ہوتا تھا (اگر خون یعنی دیت تب دی جاتی ہے اگر قصاص ممکن نہ ہو، بدلہ ممکن نہ ہو)۔

تو اُس شخص نے کہا ایک طریقہ ہے کہ مختلف جو دَس (10) قبیلوں میں سے ایک ایک جوان کو تم تیار کرو اور سب مل کر ایک وار کریں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قتل کر دیں گے، اور دَس قبیلوں کو قریش کہاں سے خون بہا (بدلہ) لے گی کس کس کو قتل کرے گی! تو اس طریقے سے جو خون ہے وہ ضائع ہو جائے گا اور کوئی بدلہ لینے والا نہ باقی رہے گا اور کسی سے نہ قصاص ہو سکے گا (بدلہ) اور نہ ہی خون بہا ہو جائے گا۔

تو سب کا اتفاق ہو گیا کہ یہی رائے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (انہوں نے مکر کیا اللہ تعالیٰ نے بھی مکر کیا ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾) (الانفال:30)۔

اُن کا جو یہ مقصد تھا وہ پورا نہ ہو سکا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اپنے گھر سے صحیح سلامت نکل کر مدینہ پہنچ گئے (الحمدللہ)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ایک معروف قصہ ہے جو سیرت کی کتابوں میں بھی موجود ہے شیخ صاحب نے بھی یہاں پر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی اٹھائی جب گھر سے نکلے اور مٹی اُن

دس لوگوں کے سروں پر ڈالتے گئے اور سورۃ یس کی یہ آیت تلاوت کرتے گئے ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ﴾(یس:9)۔

یہ جو قصہ ہے یہ مرسل ہے اسے محمد بن کعب القرظی نے روایت کیا ہے، آپ جانتے ہیں کہ مرسل جو ہے ضعیف روایت سمجھی جاتی ہے۔

یعنی مرسل کون سی روایت ہے؟ جس میں سند میں ایک کمی ہے۔ کس کی؟ صحابی نہ ہو۔ یعنی تابعی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرے چاہے قول ہو یا فعل ہو، یا اقرار، یا کوئی بھی۔

تو یہاں پر محمد بن کعب القرظی تابعین میں سے ہیں یہ قصہ بیان کرتے ہیں صحابی بیچ میں کوئی نہیں ہے، تو یہ مرسل ہے مرسل ضعیف سمجھی جاتی ہے۔

لیکن جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں سے صحیح سلامت پہنچادیا مدینہ میں کوئی نقصان نہیں ہوا، اور جو اُن کا حربہ تھا جو حیلہ تھا ناکام ہو گیا، یہاں تک کہ وہ سواونٹ کا جو قصہ ہے وہ بھی سچ ہے کہ سواونٹ جو ہیں انہوں نے یعنی ہیڈ منی (Head money) جو ہے وہ رکھی تھی کہ جو بھی زندہ یا مردہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑے گا تو اُسے ہم سواونٹ دیں گے (یہ صحیح ہے یعنی یہ حربہ بھی تھا)۔

اب یہ دیکھیں کہ کوئی طریقہ نہیں چھوڑا! لیکن اللہ تعالی کا جو طریقہ ہے وہ ان سب سے زیادہ طاقتور ثابت ہوا ﴿وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾۔ اُن کا مکر و فریب رائیگاں چلا گیا، جو طریقے انہوں نے جو حیلے اپنائے تھے وہ ان پر واپس لوٹے اور اللہ تعالی نے اپنے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو دشمنوں سے محفوظ فرمایا۔

اور جو کید کا دوسرا طریقہ ہے وہ ہے دین کی نصرت کے لیے کہ اللہ تعالی کسی کو توفیق دے دے دین کی نصرت کے لیے اور وہ خفیہ طریقے سے دین کی نصرت کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ﴾ (یوسف:76)، ''يعني: عملنا عملاً حصل به مقصوده دون أن يشعر به أحد''، سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ معروف ہے جب بھائی گئے اور وہ جو پورا قصہ ہے کہ کس طریقے سے صواع الملک جو ہے بادشاہ کا جو برتن جس میں وہ اناج تولتے

تھے سونے کا اس میں ہیرے بھی لگے ہوئے تھے یعنی خفیہ طریقے سے اپنے بھائیوں کے ایک یعنی اُن کے سامان میں وہ بھی رکھ دیا۔

اصل قصہ کیا تھا اصل کہانی کیا تھی ؟ کہ بھائی جو ہیں اُن کو پتہ چلے کہ اُن سے غلطی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ پھر سے ان سب کو ملا دے تا کہ معاملات جو ہیں وہ سارے درست ہو جائیں اور قصے کی انتہا بھی آخر بھی (end) اسی طریقے سے ہوا لیکن یہ سب ہونا تھا۔ اب سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کیسے اُن سے یعنی والد کا پوچھتے کس طریقے سے وہ کرتے ؟! تو پورا ایک طریقہ تھا۔

تو یہ طریقہ تھا کہ چوری کا الزام لگایا گیا ہے کہ چوری ہو گئی ہے تو اصل میں یہ جو برتن تھا وہ رکھوایا گیا تھا اور صرف اپنے بھائی کو جو سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا سگا بھائی تھا اُن کو سمجھانے کے لیے کہ اصل مسئلہ کیا ہے تا کہ معاملات جو ہیں سیدھے ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس طریقے کو ﴿كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ﴾ (ہم نے یہ طریقہ جو ہے یوسف (علیہ الصلاۃ والسلام) کے لیے آسان کیا (میسر فرمایا ہے))۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کے دشمنوں سے محفوظ کر دے اس طریقے سے (یعنی خفیہ طریقے سے) جو دشمن نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسی طریقے سے بغیر کسی کے جانے بغیر کسی کے سمجھے اپنے پیاروں کو اللہ تعالیٰ محفوظ کر دیتا ہے اور جو دشمن ہیں جو مخالفین ہیں انہیں تکلیفیں پہنچتی ہیں اور اُن کا مکر و فریب اُن ہی پر واپس لوٹتا ہے۔

اور تعریف ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خفیہ طریقے سے یا خفیہ اسباب کو اختیار کر کے اپنے مخالف یا دشمن کو نقصان پہنچانا ، اگر یہ مقابلے میں جواب ہے تو قابل تعریف ہے اور اگر جواب میں نہ ہو ابتداءً کوئی کرے تو یہ قابل مذمت ہے کیونکہ اس میں دھوکا بھی ہے اور خیانت بھی ہے۔

اور پھر ایک قصہ بیان کرتے ہیں جو سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ میں موجود ہے ،یعنی یہ بھی ضعیف قصہ کہا جاتا ہے اس لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''ويذكر''۔

علماء کی جو عبارتیں ہیں ذرا سمجھا کریں، اگر "قِيلَ" یا "يُذكر "ہو اسے کہتے ہیں صیغۃ التمریض۔

مریض کسے کہتے ہیں ؟ مریض مریض ہی ہوتا ہے نا۔ صیغۃ التمریض یعنی کمزور صیغہ ہے، کیونکہ مریض کمزور ہوتا ہے نا اور کمزور ضعیف ہوتا ہے، ایسا ہے نا!

اگر کوئی عالم کہے کہ "یُذکر" یا "قِیل" کسی روایت کے تعلق سے اسے صیغۃ التمریض کہتے ہیں، معنی اس میں کوئی ضعف ہے، اگرچہ وہ یہ نہ کہے کہ ضعیف ہے بعد میں لیکن جو طلاب علم ہیں ان کو سمجھ آتی ہے کہ اصل مقصد کیا ہے شیخ صاحب کا، یعنی: "یہ کہا جاتا ہے" یا "کہا گیا ہے"۔

سیدنا علی بن أبي طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عمرو بن وُدّ سے مقابلے کے لیے کھڑے ہوئے میدان جنگ میں، یعنی جنگ کی ابتداء میں بعض اوقات یہ ہوتا تھا جیسے معروف ہے جنگ بدر میں بھی تین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے (اہل ایمان کی طرف سے) اور تین جو ہیں مشرکین کی طرف سے وہاں سے جنگ کی ابتداء ہوئی، اِن میں سے جو جیتے گا جنگ تو وہی جیت جاتا ہے کیونکہ مورَلی اسٹرونگ (Morally strong) ہوتے ہیں جو پہلے یعنی یہاں جیت جاتے ہیں۔

تو عمرو بن وُدّ کے مقابلے میں جو سیدنا علی سے ہوا تو جنگ کا رُخ مڑ جاتا ہے اس وقت تو سیدنا علی نے قتل کیا، کہا جاتا ہے کیسے قتل کیا، کہ جب وہ سامنے آتا ہے تو سیدنا علی نے کہا میں ایک اور تم دو کا مقابلہ کروں گا میں ؟! تو اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اُس کا سَر قلم کر دیا (جبکہ پیچھے کوئی نہیں تھا)۔ تو شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ بھی مکر میں سے ہے اور میدان جنگ میں یہ چیزیں جائز ہوتی ہیں۔

جنگ میں دھوکا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے، الحرب خداعة کہا گیا ہے تو اس اعتبار سے تو ٹھیک ہے لیکن سند کے اعتبار سے یہ روایت جو ہے ضعیف ہے لیکن کیا میدان جنگ میں جائز ہے کہ نہیں ؟ جائز ہے۔ اس میں یعنی یہ عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن کیا یہ ثابت ہے کہ نہیں یہ الگ بات ہے۔

اور سیدنا علی ماشاء اللہ بہادری میں معروف ہیں، اپنے زمانے کے سب سے بڑے بہادر سمجھے جاتے تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بھی تھے، اور خوارج کا جیسے انہوں نے مقابلہ کیا ہے اور یعنی اپنے زمانے کے بدترین تھے خوارج جو ہیں انہیں شکست دینا بہت بڑی یعنی جیسے کہا جاتا ہے جگر کا کام اور بڑے کمال کا کام ہے، جو صحابہ موجود تھے سیدنا علی

رضی اللہ عنہ نے اُن کو لیڈ کیا اور جنگ نہروان میں اُن کو شکست دی اور کئی ہزاروں میں سے کئی ہزار قتل بھی ہوئے اُن میں سے بہت کم لوگ تھے جو بچ کر نکل گئے۔

تو سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) کی بہادری پر کوئی سوالیہ نشان ہے ہی نہیں سوال نہیں پیدا ہوتا! معروف ہیں بہادری میں یا اپنی طاقت میں (الحمد للہ) لیکن کیا یہ ممکن ہے؟ ممکن تو ہے کیونکہ یہ واقعہ جو ہے واقعہ ممکن ہے لیکن سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ کیا وہ دھوکا دے سکتے ہیں؟ جب ہے ہی جنگ، میدان جنگ میں تو ہوتا ہی دھوکا ہے اور کیا ہے؟! تو واقعہ میں کوئی قباحت نہیں ہے جائز ہے۔

اور اگر یہ واقعہ یعنی صحیح ثابت نہ بھی ہو تو سیدنا علی کی بہادری کافی ہے اُس کافر کو شکست دینے کے لیے ہلاک کرنے کے لیے، یعنی قابلیت ہے سیدنا علی میں (الحمد للہ) اور دشمنوں کو شکست دینے کے لیے اگر یہ حربہ نہ بھی استعمال کریں تب بھی کافی ہے، تو ہر اعتبار سے یعنی معاملہ ہے جو وہ درست ہے۔

اور پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: استہزاء جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے: ﴿اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ﴾(البقرۃ:15)، مذاق اُڑاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جواب میں اُن کا بھی مذاق اُڑاتا ہے، تو یہ بھی اسی تقابل میں جائز ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اہل سنت والجماعت جو ہیں اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ان ہی صحیح حقیقت معنی میں ثابت کرتے ہیں، اور اہل تحریف جو ہیں (اہل تعطیل اہل تحریف جو ہیں) وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ صفات ہر گز جائز نہیں ہیں کیونکہ مکر اور فریب جو ہے وہ دھوکے میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے، اور جو لفظ استعمال کیا ہے وہ صرف لفظ ہی کے اعتبار سے استعمال کیا ہے حقیقتاً اللہ تعالیٰ مکر نہیں کرتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾(المائدۃ:119)، کہ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے میں اور مخلوق کے راضی ہونے میں فرق ہے تو اس اعتبار سے مکر میں بھی یہی معنی ہم لیں گے کہ اللہ تعالیٰ مکر نہیں کرتا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): ہم اُن سے یہ کہتے ہیں: "هذا خلاف ظاهر النص, وخلاف إجماع السلف" (ایک ظاہر نص کے خلاف ہے، دوسرا اجماع سلف کے بھی خلاف ہے)۔

پھر ایک شبہے کا ازالہ ہے وہ نوٹ کریں بہت اہم شبہ ہے جس کا ازالہ ہے اور ایک علمی بات ہے۔

کہتے ہیں کہ اجماع کہاں پر ہے؟ یعنی ہمیں یہ بتائیں یہ ثابت کر کے دیں کہ سیدنا ابو بکر نے، سیدنا عمر نے، سیدنا عثمان یا سیدنا علی، یا دیگر صحابہ نے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر مکر، کید، یا استہزاء یا دھوکے سے مراد جو ہے وہ حقیقتاً مراد ہے صرف لفظی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ثابت ہے؟

جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم اُن سے کہتے ہیں: انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت کی ہے (پڑھا ہے) اور ایمان بھی لے کر آئے ہیں اور جب اُن سے کوئی بھی ایک لفظ اس کے خلاف ثابت نہیں ہے اور نہ ہی موجود ہے جو اس حقیقی معنی سے ہٹ کر کوئی اور معنی جو تم لوگ بتاتے ہو صرف لفظی معنی مراد ہے حقیقت کا معنی مراد نہیں ہے تو وہ تم ہمیں دکھاؤ (یعنی تم پر لازم ہے کہ جو اصل ظاہر معنی ہے اس سے ہٹ کو کوئی اور معنی لیا ہو) اگر کوئی اور معنی لیا ہوتا تو ضرور وہ کہتے اور آج بھی کتابوں میں موجود ہوتا محفوظ ہوتا جیسے اُن کے دیگر اقوال اور افعال موجود ہیں، اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس میں اجماع ہے کیونکہ خلاف الظاہر کسی کا کوئی قول بھی موجود نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں یا جو ظاہر معنی ہے اس سے ہٹ کر کوئی اور معنی بیان کرتا ہے جیسے اہل التعطیل اور اہل التحریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کہ ہمیں سلف سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ انہوں نے یہ معنی لیا ہے، اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں سلف نے کہاں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں دکھاؤ؟ یا ہاتھ سے مراد جو ہے حقیقی ہاتھ ہیں؟ آنکھ سے مراد حقیقی آنکھ ہے؟ یہ صفات جو مکر اور کید کی جو استہزاء کی جو صفات ہیں یہی معنی مراد لیا ہے حقیقتاً؟ یعنی ہمیں یہ لفظ دکھاؤ کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے کہا ہو، یا صحابہ میں سے کسی نے کہا ہو کہ مکر وفریب سے یہاں پر مراد حقیقی معنی ہے یہ جملہ دکھادو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ مخالف ہے نص کا جو ظاہر ہے اور اجماع السلف کا، آپ صرف ایک دو صحابی کی بات کرتے ہیں ہم اجماع کی بات کرتے ہیں۔

کہتے ہیں: اجماع کہاں سے آگیا بھئی تمہارا؟!

ہمیشہ یاد رکھیں جب بھی کوئی بات اپنے ظاہر سے الگ کوئی معنی مراد لیتا ہے اس کی وضاحت اس پر فرض ہوتی ہے۔ اگر ایک لفظ ایک جملہ ہے اُس کے دو معنی ہیں ایک بالکل واضح ہے اور دوسرا اُس سے ہٹ کر ہے دور کا معنی ہے، اگر آپ

نے دور کا معنی سمجھا ہے اور ظاہر معنی جو قریب ہے اس کو چھوڑ دیا ہے تو آپ پر واجب ہے کہ اس کو بیان کریں اگر بیان نہیں کرتے تو آپ نے کون سا معنی لیا ہے؟ جو واضح اور ظاہر ہے وہی معنی لیا ہے نا۔

اگر صحابہ نے ان آیات سے کوئی اور معنی لیا ہوتا تو لازم ہے اس کو بیان کرتے اور محفوظ بھی ہو جاتا جب ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے ان آیات سے کوئی معنی لیا ہو جو ظاہر کے خلاف ہو تو اس کا مطلب کیا ہوا؟ سب کا جو اجماع ہے کہ نہیں کہ سب نے ایک ہی معنی لیا ہے اور وہ وہی ہے جو ظاہر اور حقیقی معنی ہے؟

اب ہاتھ ہے کہتے ہیں طاقت اور قدرت ہے (مثال کے طور پر چھوٹی مثال دیتا ہوں تا کہ معاملہ آسان ہو جائے)، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے حقیقی ہاتھ ہے (اور ہاتھ کا معنی سب جانتے ہیں)۔

اہل التعطیل کہتے ہیں (أشاعرہ، ماتریدیہ وغیرہ اور معتزلہ کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے حقیقی ہاتھ نہیں ہیں ہاتھ سے مراد طاقت یا قدرت ہے۔

یہ لفظ کہاں سے آیا طاقت اور قدرت بھئی تم لوگوں نے کہاں سے لیا؟! کہتے ہیں: عربی زبان میں ہاتھ طاقت اور قدرت کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ عربی زبان میں طاقت اور قدرت کے لیے ہاتھ کو استعمال کیا گیا ہے لیکن کیا طاقت اور قدرت کی جب ہم بات کرتے ہیں تو ہاتھ کا اصل معنی ختم ہو جاتا ہے؟ وہ اپنی جگہ پر ہے یہ اپنی جگہ پر ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ سورۃ ص آیت نمبر 75 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ابلیس سے مخاطب ہو کر کہ جسے میں نے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا (یعنی سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو) تم نے کیوں سجدہ نہیں کیا؟ تو دو ہاتھ ثابت ہو گئے۔

اگر یہاں پر اس آیت کریمہ میں ہاتھ کا معنی طاقت اور قدرت ہوتا تو صحابہ نے جو سمجھا ہے اسے بیان نہ کرتے کہ یہاں پر ہاتھ کا معنی طاقت اور قدرت ہے کیونکہ اصل معنی حقیقی ہاتھ سے الگ ہے؟

جب یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے یہ آیت پڑھ کر سنائی کیا کسی ایک صحابی نے بھی ایک مرتبہ بھی سوال کیا کہ یہاں پر ہاتھ سے کیا مراد ہے کیونکہ ہاتھ کا معنی طاقت اور

قدرت بھی ہے ؟ یہ سوال ہی کافی تھا کسی نے سوال کیا؟ نہیں کیا۔ کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ ایک ہی معنی مراد تھا جو کہ حقیقی معنی ہے۔

ایک تو معنی واضح ہو گیا یعنی جو یہ کہتا ہے کہ ہاتھ سے مراد طاقت اور قدرت ہے تو ہمیں ایک صحابی سے دکھادیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ تم ایک صحابی سے دکھادو کہ کسی نے دوسرا معنی لیا ہو جو تم سمجھتے ہو کیونکہ اصل بات حقیقت پر کھڑی ہے جب تک کہ کوئی اور وجہ نہ ہو اسے اس حقیقت سے نکالنے کے لیے، دوسری وجہ تو ہے نہیں۔

اور پھر یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت کتنی ہیں ؟ دو ہیں ؟ نعمتیں کتنی ہیں ؟ طاقت اور قدرت کا نعمت سے بھی ہاتھ کا معنی بیان کیا گیا ہے۔ دو طاقتیں ہیں ؟! دو قدرتیں ہیں ؟! دو نعمتیں ہیں ؟!

تو نہ لفظاً معنی درست ہے اور نہ جو آپ نے تحریف کر کے تاویل کے نام پر دوسرا معنی لیا ہے وہ درست ہے۔ تو ہر اعتبار سے نہ تو آپ کا اجماع ثابت ہے بلکہ اجماع کے خلاف ہے، اجماع تو اس کے برخلاف ہے بالکل کہ سلف کا اجماع ہے (تمام سلف کا) کہ ہاتھ سے مراد طاقت اور قدرت نہیں ہے بلکہ حقیقی معنی ہے، اگر ایک صحابی نے بھی یا سلف میں سے کسی نے بھی، اماموں میں سے کسی نے بھی اگر یہ معنی سمجھا ہوتا جو تم لوگوں نے سمجھا ہے کہ ہاتھ کا معنی طاقت اور قدرت ہے یا نعمت ہے تو ایک تو بیان کرتا نا اُلٹا ہم سے کہتے ہیں کہ تم ثابت کرو کہ سلف کا اس میں اجماع ہے۔

واضح ہے بات، تو شیخ صاحب یہ کہہ رہے ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں : ہمیں اصل میں فائدہ کیا ملتا ہے مسلکی فائدہ جو ہے کہ جب ہم یہ اللہ تعالیٰ کی صفت مکر اور کید اور محال کی صفت کو ثابت کرتے ہیں ؟ کوئی فائدہ بھی ہوتا ہے کہ نہیں ؟ فائدہ تو ہے :

پہلی بات یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (یعنی یہ عام بات میں کہہ رہا ہوں شیخ صاحب نے وہی بات کی جو معروف ہے یعنی اس کا جو مسلکی فائدہ ہے بتاتا ہوں میں ابھی) جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اس کو ہم نے قبول کر لیا ہے من و عن سے تسلیم کر لیا ہے اور عقل کو اپنی حدود کے اندر رکھ دیا ہے اسے آگے نہیں جانے دیا نصوص کے اور یہ بڑی نعمت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے واللہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ توفیق دے کہ نصوص کے دائرے کے اندر رہے اُس سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرے ورنہ شیطان کے حربے بہت زیادہ ہیں۔ تو یہ سب سے بڑی بات ہے یہ تمام صفات کے لیے ہے۔

ان صفات کو ماننے سے ہمیں کیا فائدہ ہوتا ہے دینی فائدہ کوئی ہے کہ نہیں ؟ بھئی اللہ تعالیٰ کا مراقبہ ہے۔

دیکھیں جب کوئی انسان گناہ کرنے کی کوشش کرتا ہے یا اس کا دل کرتا ہے یا اس کی شہوت غالب آجاتی ہے اس پر تو اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ اچھا سوچتا ہے کہ کوئی اور حربہ استعمال کر کے دیکھتا ہوں، جب اور حربے کا سوچتا ہے کہ خفیہ راستہ اختیار کروں تا کہ اپنی شہوت (جو غالب شہوت ہے) اسے میں پورا کرلوں پتہ چلتا ہے کہ اللہ بھی مکر کرتا ہے، اگر خفیہ طریقے سے میں کچھ کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے ﴿شَدِيْدُ الْمِحَالِ﴾ ہے اور مکر کرنے والوں سے مکر بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے ﴿خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ بھی ہے۔ رُک جائے گا کہ نہیں؟ تو ایک تو ظاہر جو ہے گناہ وہ بھی نہیں کرے گا اور پھر خفیہ طریقہ بھی استعمال نہیں کرے گا، کوئی حیلہ بھی استعمال نہیں کرے گا گناہ کرنے کا۔ تو فائدہ ہوا کہ نہ ہوا؟ فائدہ ہوا (الحمد للہ)۔

پھر شیخ صاحب نے دو مثالیں دی ہیں کہ لوگوں نے کس طریقے سے حیلے اور مکر و فریب سے بعض گناہ کیے ہیں: ایک مثال ہے خرید و فرخت کے معاملے میں، اور دوسری ہے نکاح کے معاملے میں۔

(۱) خرید و فروخت کا معاملہ جو ہے بیع العینۃ (نام تو نہیں لیکن معنی وہی ہے)۔

(۲) اور جو نکاح کی مثال ہے وہ کون سا نکاح ہے جس میں حیلہ ہے؟ حلالے والا۔ نکاح الحلالہ میں حیلہ ہے کہ نہیں؟ یہ دونوں مثالیں دی ہیں، نام نہیں لیا لیکن جو انہوں نے تفصیل بیان کی ہے یہ دو چیزیں ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ جو مثال دی ہے پہلی مثال خرید و فروخت کے تعلق سے کہ کسی شخص کو پیسوں کی ضرورت ہے وہ کسی کے پاس جا کر کہتا ہے کہ مجھے قرض چاہیے، قرض اسے کوئی دیتا نہیں ہے۔ تو ایک شخص کہتا کہ ٹھیک ہے میں یہ کام کرتا ہوں میں تمہیں ایک سودا دیتا ہوں، اسے میں بیچتا ہوں تمہیں ایک سال تک (مثال کے طور پر اتنی قیمت پر)، طے ہو جاتا ہے پھر میں تم سے یہ خرید لیتا ہوں کم قیمت پر ابھی نقداً۔ 12 ہزار کی گاڑی ہے میں تمہیں دے رہا ہوں ایک سال بعد تم مجھے 12 ہزار دینا۔ طے ہو گیا؟ طے ہو گیا۔

جانے سے پہلے کہتا ہے: ٹھیک ہے اور ایک کام کرو یہ گاڑی تم مجھے بیچو میں تمہیں 10 ہزار ابھی دیتا ہوں کیش میں۔ کہتا ہے ٹھیک ہے۔ 10 ہزار اسے دے دیا گاڑی اپنی جگہ پر کھڑی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟ بیع العینۃ۔

عینۃ کیاہے پتہ ہے ایک حدیث میں کیا آیا ہے؟''إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلاًّ لاَ يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ''۔

حدیث کے آخر میں علاج ہے اور ابتداء میں بڑی مصیبتیں ہیں، سبب ہے پھر درمیان میں مصیبت ہے جو سزا ہے، پھر علاج ہے: (جب بیع العینۃ تم لوگ کروگے اور بیلوں کی دُموں کو تھام لوگے،اور کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤگے،اور جہاد چھوڑ دوگے اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر ذلت کو مسلط کر دے گا (کب تک؟) جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹتے)۔

بیع العینۃ کیاہے؟ کہ کوئی شخص کسی شخص کو ایک سودا بیچے اُدھار پر پھر وہی سودا اُس سے خرید لے کم قیمت کم دام پر نقداً۔

مثال سے بات آسان ہو جائے گی۔

اصغر کو پیسے کی ضرورت ہے ادھار کی ضرورت ہے اکبر کے پاس جاتا ہے اکبر کے پاس پیسہ ہے (اصغر چھوٹا ہے اکبر بڑا ہے معنی سے بھی آسان ہو جائے گا)،اکبر کہتا ہے دیکھو بھئی پیسہ تو میرے پاس نہیں ہے میں تمہیں ایسے تو نہیں دے سکتا میں پیسے،یعنی اگر کوئی 10 ہزار دوں گا اور واپس 10 لوں گا تو مجھے تو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا،ایسا کرو میری گاڑی ہے یہ گاڑی تم 12 ہزار کی لے لو ایک سال بعد مجھے 12 ہزار دے دینا جاؤ گاڑی لے جاؤ تمہاری مرضی ہے (مجھے ایک سال بعد 12 ہزار دینا)۔

طے ہو گیا، پھر جب اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے جانے کے لیے اچھا ایک کام کرو تمہیں 10 ہزار چاہیئں نا چلو گاڑی مجھے دے دو 10 ہزار تم لے لو۔جیب سے 10 ہزار نکالتا ہے اسے پکڑا دیتا ہے۔

اور ایک سال کے بعد وہ کتنا دے گا؟ 12 ہزار۔

بیچ میں گاڑی کیا کر رہی ہے؟ فرضی ہے،اصل گاڑی نہ اُس نے لینی۔وہ کس لیے گیا تھا اُس کے پاس؟اصغر اکبر کے پاس کیوں گیا تھا گاڑی لینے کے لیے پیسہ لینے کے لیے؟ پیسہ لینے کے لیے۔پیسہ مل گیا اُسے نا؟ پیسہ مل گیا اُسے۔کتنا ملا؟ 10۔واپس کتنا کرے گا؟ 12۔سود کیا ہوتا ہے؟ یہی ہوتا ہے۔

اور پتہ ہے یہ بد ترین سود ہے ربا الجاهلية جسے کہتے ہیں، جاہلیت کے زمانے کا سود جو ہے وہ یہی ہوتا تھا کہ کوئی کسی کو قرض دیتا تھا اور وہ قرض جب مقرر مدت تک واپس نہیں ہوتا تھا تو اور مزید اسے بڑھا دیا جاتا تھا وہ بڑھتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ لوگوں کو غلام بنالیا جاتا تھا اُن کی خرید و فروخت ہو جاتی تھی (نعوذ باللہ) یہاں تک!

الغرض، اسے کہتے ہیں بیع العینۃ حیلہ ہے کہ نہیں؟ دیکھیں ابتداء عینۃ سے ہوئی، انتہا ذلت! اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ایک سوال کا جواب میں ابھی دوں گا اس سے ملتا جلتا کہ بہت سارے بینکنگ سسٹمز میں ایک تو سود پر قائم ہیں (تقریباً تمام بینکس جو ہیں)، اور پھر شریعت کے نام پر بینکنگ سسٹمز کو چلایا جا رہا ہے جبکہ شریعت سے اس کا تعلق ہے ہی نہیں، اور حیل استعمال کر رہے ہیں (مختلف حیلے استعمال کر رہے ہیں) اور دھوکا دہی سے کام لیا جا رہا ہے شریعت کے نام پر (چند مثالیں دوں گا میں ان شاءاللہ درس کے آخر میں سوال جواب کی نشست میں)۔

تو یہ ہے خرید و فروخت کے تعلق سے حیلے کا طریقہ جو ہے۔

نکاح کے تعلق سے جیسے میں نے کہا ہے حلالہ کا نکاح کیا ہے؟ ایک شخص ہے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، عدت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اس کی تیسری طلاق ہوتی ہے کیونکہ تین طلاقوں کے بعد بیوی اُس خاوند پر حرام ہو جاتی ہے جس نے اُسے تین طلاقیں دی ہیں جب تک کہ وہ دوسرا نکاح نہیں کر لیتی (یعنی عدت کے بعد وہ پھر دوسرے خاوند سے نکاح کر لے گی شادی کر لے گی) اور اُس کا دوسرا خاوند پھر اسے طلاق دے دیتا ہے یا وہ مر جاتا ہے پھر وہ پہلے خاوند کے لیے عدت کے بعد حلال ہو جاتی ہے (یہ طریقہ ہے شرعاً)۔

حیلے میں کیا ہوتا ہے؟

ایک شخص ہے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں (یعنی تیسری طلاق اس کی ہو گئی ہے) عدت بھی ختم ہو گئی ہے، تو وہ بڑا پریشان ہے اُس کے دوست کہتے ہیں:

(۱) مسئلہ نہیں ہے پریشان نہ ہو میں نکاح کر لیتا ہوں اور پھر میں اسے طلاق دے دیتا ہوں نکاح کے بعد اور تمہارے لیے حلال کر دیتا ہوں عدت کے بعد تم نکاح کر لینا (ایک دوست دوست کے لیے کرتا ہے)۔

(۲) دوسرا پیسہ دے کر جیسے کہتے ہیں، التيس المستعار حدیث میں آیا ہے "کرائے کا سانڈ" جو ہے کہ جو پیسہ دے کر کام کروا لیتے ہیں۔

اس میں حیلہ کہاں پر ہے؟

عدت کے بعد نکاح ہوا صحیح ہے یا غلط ہے؟ صحیح ہے۔ پھر دوسرے خاوند نے اسے طلاق دی صحیح ہے یا غلط ہے؟ طلاق دینا جائز ہے کہ نہیں؟ صحیح ہے۔ عدت کے بعد پھر پہلے خاوند کے پاس گئی صحیح ہے یا غلط ہے؟ صحیح ہے۔

تو پھر غلط کہاں ہے؟! شرط تھی۔

اس میں ہوتا کیا ہے دیکھیں نا! نیت تو دل کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ جانے بندہ جانے نیت پر نہیں پکڑ ہوتی کبھی یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے نیت پر۔

ایک تو نیت اپنی جگہ پر تھی اُس میں یہ تھا ہمیشہ جو نکاح ہوتا ہے حلالے کا اُس میں یہ شرط ہوتی ہے: "کہ میں اس لیے شادی کر رہا ہوں میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں تاکہ اُس کے لیے حلال ہو جائے"، حقیقتاً۔ اور اگر کوئی زبان سے نہ بھی کہے تو پھر نیت کی بات آتی ہے لیکن اصل بات نیت کی حد تک نہیں ہے، وہ عمل پر بھی آگیا ہے کہ اُس نے اس لیے کرنا ہے۔

دوسری بات: یعنی یہاں پر شیخ صاحب نے جو مثال دی ہے کہ دخول بھی ہو گیا ہے دخول کے بعد اُس نے طلاق دی ہے اور عدت کے بعد اُس نے شادی کر لی ہے۔ تو اصل مقصد تو نکاح کا، وہ خود نکاح نہیں کرنا چاہتا دوسرا خاوند جو ہے اُس کو ضرورت ہی نہیں ہے لیکن اُس نے پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کے لیے یہ طریقہ اپنایا ہے حیلہ ہے کہ نہیں؟ یہ بھی حیلہ ہے اس لیے یہ نکاح بھی حرام ہے۔

اور اس طریقے سے حیلے سے بچنا ہے اور حیلے کا معاملہ جو ہے یہ یہودیوں کا طریقہ ہے یاد رکھیں دھوکے سے مکر و فریب سے دین میں۔ ایک ہوتا ہے دنیا میں دھوکا دہی ﴿وَيۡلٞ لِّلۡمُطَفِّفِينَ﴾ (المطففین: 1) اُن کے لیے خرابی ہے ویل ہے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو دھوکا دہی سے کام لیتے ہیں خرید و فروخت میں مختلف طریقوں سے، جب یہ شریعت کے معاملے میں آجاتا ہے نا (دین کے معاملے میں) پھر بڑا خطرناک معاملہ ہوتا ہے! تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، دعوت میں تبلیغ میں کئی لوگوں نے دکانیں کھولی ہوئی ہیں (نعوذ باللہ)۔

دیکھیں مزاروں میں کیا ہوتا ہے؟ لوگوں کو دھوکا دیا جا رہا ہوتا ہے۔ یعنی بعض ایسے دربار بھی ہیں نیچے سے کوئی کہتا ہے "کہ جو بھی آپ کی منّت ہے آپ ہاتھ اندر کریں آپ کو پرچی ملے گی"، وہ وہاں پر بندہ چھپا ہوا بیٹھا ہے وہ پرچی بھی دے رہا ہے۔ یعنی ایک تو جہالت اتنی عام ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ رحم کرے ہم سب پر کہ یہاں تک لوگ پہنچ گئے ہیں!

اور پھر میں ابھی بتا رہا تھا کہ یہودیوں کا راستہ ہے (یہ طریقے یہودیوں کے ہیں) کہ حیلے سے اپنا جو ہے ناکام چلانا۔

اَصحاب السّبت کون ہیں یہودی تھے کہ نہیں؟ یہودی ہیں نا۔ یہ طریق اُن لوگوں نے اپنایا ہے سب سے پہلے حیلے کا طریقہ جو ہے، اپنے ربّ کو دھوکا دینے کا طریقہ (نعوذ باللہ)۔

اُن پر "یوم السّبت" ہفتے کے دن شکار منع تھا تو شکاری تھے مچھلی کا شکار کرتے تھے، اب منع کر دیا مچھلی ملتی نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش تھی کہ ہفتے کے دن مچھلی بہت زیادہ ہوا کرتی تھی پورے ہفتے کے دنوں میں (سات دن ہیں ہفتے کے دن سب سے زیادہ مچھلی ہوا کرتی تھی) اور ہفتے کے دن وہ جال بچھا نہیں سکتے تھے۔ تو انہوں نے کہا یہ بڑا مسئلہ ہو گیا ہے کیا کریں؟! ایک حربہ شیطانی حربہ جو ہے، کہتے ہیں: "جمعے کے دن ہم جال بچھا دیں گے اور اتوار کو جال نکال دیں گے، بیچ میں ہفتے کے دن ہم گھر میں سوتے رہیں گے شکار تو ہم نے کیا نہیں ہے"، تو یہی کام شروع کر دیا۔

تو کیا عذاب نازل ہوا تھا؟ مسخ کر دیا تھا ﴿قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ﴾ (البقرۃ:65) نعوذ باللہ، بندر اور خنزیر بنا دیئے گئے۔ وجہ کیا ہے؟ دیکھیں ایک حرام ہے ہو جاتا ہے انسان سے، شہوت غالب ہوتی ہے حرام کھا لیتا ہے انسان حرام کما لیتا ہے، زناکاری، بدکاری، سود وغیرہ یہ سب محرمات ہیں اِن کا اپنا گناہ ہے، اگر حیلے سے یہاں تک حرام تک پہنچ گئے اُس کا گناہ اُس سے بڑھ کر ہے اور اِس کی پکڑ اُس سے بڑھ کر ہے۔

دیکھیں گناہ انسان سے ہو جاتا ہے توبہ بھی ہے نا، جب حیلے سے انسان کام لیتا ہے توبہ بھی اُس پر مشکل ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ اس کی سوچ ہے میں نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

جال میں نے بچھایا جمعے کے دن نکالا میں نے اتوار کے دن ہفتے کو میں کچھ کیا؟ کچھ بھی نہیں کیا میں نے۔

تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی تو دی ان کو روزگار بھی چلتا رہا، کھاتے بھی رہے پیتے بھی رہے لیکن جب اللہ کی پکڑ اور سزا ہوئی تو بہت سخت تھی! اور عبرت تھی سب کے لیے تا قیامت دیکھیں! آج ہم بھی قرآن میں پڑھتے ہیں یہ قصہ محفوظ ہے کہ نہیں؟ اچھا مزے کی بات ہے یہودی بھی جانتے ہیں ان کو کہ یہ ان کے بدترین لوگوں میں سے تھے!

عجب ہے کہ بعض مسلمان یہ کام کرتے ہیں حیلے سے! میرے بھائی سب سے پہلے کہ گناہ نہ کریں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور توبہ کریں گناہوں سے دوری کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے(آمین)،اگر کبھی گناہ ہو جائے تو گناہ ہو جاتاہے اس کے لیے توبہ استغفار بھی ہے "كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ"۔

خطاء ہو جاتی ہے گناہ ہو جاتاہے،گناہ کرنے میں قباحت نہیں ہے گناہ کرنے کے بعد اصرار کرنے میں توبہ نہ کرنے میں قباحت ہے،خطاء تو ہو جاتی ہے خطاء کرنے میں قباحت نہیں ہے۔شہوت غالب ہو جاتی ہے بعض اوقات انسان سے گناہ ہو جاتاہے لیکن اگر چور راستے سے خفیہ طریقے سے ربّ کو دھوکا دیناہے اور گناہ کرناہے خفیہ طریقے سے ربّ سے چھپی ہوئی ہے کوئی چیز؟!ربّ سے کیا چھپا سکتے ہو؟!اس لیے حیلے سے کبھی کام نہ لینا یاد رکھیں،واللہ پکڑ بہت سخت ہے حیلے کی!

چاہے دنیاوی معاملہ ہو چاہے دینی معاملہ ہو چاہے کچھ بھی ہو،یہ دنیا فانی ہے ہم سب چھوڑ کر جائیں گے اور خالی ہاتھ جائیں گے کچھ ساتھ لے کر نہیں جائیں گے،اور موت سب کے قریب ہے مقرر وقت کس کا کب ہے کوئی نہیں جانتا ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ موت سب کے قریب ہے!

اس لیے روزانہ اپنا محاسبہ کرکے سویا کرو کہ آج مجھ سے کیا کچھ ہواہے اور اس سے توبہ کرکے سو جاؤ کیونکہ کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ صبح آنکھ کھلتی ہے کہ نہیں کھلتی۔

اور خصوصی طور پر حیلوں والا جو معاملہ ہے اور دھوکا دہی کا معاملہ ہے اس سے اپنے ربّ سے توبہ کرو اور استغفار کرو اور ہمیشہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ یہ جو موذی طریقے ہیں یہ جو خطرناک طریقے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے محفوظ فرمائے (آمین)۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش(حفظہ اللہ)کے آڈیو درس (45.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیاہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیاہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔